مباحثہ ومکالمہ

مکاتیب

لندن، ۱۶ اگست ۲۰۰۷ء

حضرت مولانا!

اگست کے شمارے میں اپنا استفتاء اور اس کا جواب دیکھ کر حیران ہوا ہوں۔ اور ایسا لگا جیسے

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آپ برطانوی مسلمانوں کے موجودہ حالات و گھمبیر مسائل سے بالکل ہم لوگوں ہی کی طرح واقف ہیں۔ پھر بھی کیا آپ نے یہ چاہا ہے کہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کا وہ جواب جو صرف مجھ تک اور آپ ہی تک تھا، ایک معنیٰ میں آپ کی توثیق کے ساتھ، اسلامیانِ برطانیہ تک عام ہو، اور ان کے حالات کی نزاکت جلد سے جلد اپنے بقیہ مراحل، خدا نہ کردہ، طے کر لے!

آپ نے یقیناً یہ نہیں چاہا ہوگا۔ لیکن ذرا غور تو فرمائیے۔ جب ہمارے ایک بڑے دارالافتاء کا یہ فتویٰ، ادارہ الشریعہ کی سند سے، لوگوں تک پہنچے کہ برطانوی مسلمانوں کیلئے بھی ملعون رشدی کے قتل کا فتویٰ اصلاً اسی طرح واجب العمل ہے جس طرح پاکستان جیسے کسی مسلم ملک کے مسلمانوں پر، اِلّا یہ کہ وہ راہِ عزیمت چھوڑ کر رخصت کی آسان راہ پہ قناعت کریں، تو یہ ہمارے یہاں کے روز بروز شکنجہ کستے ہوئے حالات میں بہتری کی کوئی تدبیر ہوگی یا بدتری کی طرف ایک قدم اور بڑھانے کا ہمت افزا اشارہ؟

اور، کسی اور کو نہیں تو آپ کو تو آپ کی کتاب ''حدود آرڈیننس'' کا وہ مقام اس موقع پر یاد دلایا ہی جا سکتا ہے جہاں پاکستان میں اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کے مسئلہ کی مشکلات میں آپ نے اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق چارٹر کا عمل دخل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہمارے یہاں سپریم کورٹ میں ایک کیس کے حوالے سے اس پر بحث ہو چکی ہے اور عدالتِ عظمیٰ نے اسی اصول پر (کہ ہم نے اس پر دستخط کر رکھے ہیں، اس لئے ہمیں اس معاہدہ کی پابندی کرنی چاہئے) فیصلہ کیا تھا کہ انسانی حقوق کا یہ منشور بین الاقوامی معاہدہ ہے اور اس معاہدہ کی پابندی ہم پر لازم ہے۔۔۔۔'' (صفحہ ۱۶)۔ نہ آپ کا مقصد اس فیصلہ کی تائید تھا جس میں حالات کے آگے بالکل سرنگوں ہونے کا سبق ہے نہ میرا اس کو دوہرانے سے مقصد یہ ہے۔ البتہ حالات سے آنکھیں بند کر کے باتیں کرنا تو زندگی کی راہ نہیں ہے۔ اللّٰھُمَّ اَلْھِمْنا مَراشِدَ اُمورِنا۔

والسلام